اللہ جل جلالہ

کی عطائیں

مفتی محمد قاسم عطاری رضوی

امجد علی مدنی

ناشر
صدیقی پبلشرز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مجلس برائے تفتیش کتب

تاریخ: ------------ حوالہ: ۴۷

﴿ تصدیق نامہ ﴾

الحمدللہ عزوجل تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

اللّٰہ عزوجل کی عطائیں

پر المدینۃ العلمیۃ کے ماتحت، مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے حتی الامکان احتیاط وتوجہ کے ساتھ نظرِ ثانی کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

مجلس

تفتیشِ کتب و رسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عبدالمصطفیٰ...... اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ! کیسے مزاج ہیں؟ وحید بھائی۔

محمد وحید...... وَ عَلَیْکُمُ السَّلَامْ! اللہ عزّ وجل کا شکر ہے، خیریت سے ہوں، اپنا سنائیں۔

عبدالمصطفیٰ...... اللہ و رسول عزّ وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل و کرم ہے، آپ فجر میں نظر نہیں آئے!

محمد وحید...... رات کافی دیر سے سویا تھا، اس لئے جاگ نہ آئی، ایک جلسہ میں گیا تھا۔

عبدالمصطفیٰ...... بڑے افسوس کی بات ہے۔ جلسہ کہاں تھا؟

محمد وحید...... جامع مسجد بلال میں تھا۔

عبدالمصطفیٰ...... کون سے مولانا صاحب تھے؟

محمد وحید...... نام تو مجھے معلوم نہیں، البتہ ان کی باتیں قرآن و حدیث کے حوالے سے تھیں۔

عبدالمصطفیٰ...... کیا بیان کیا؟ کچھ یاد ہے؟

محمد وحید...... جی ہاں! اکثر باتیں یاد ہیں۔ کچھ تو ڈائری میں نوٹ بھی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ...... کس موضوع پر باتیں کیں؟ کچھ بیان تو کریں۔

محمد وحید...... انہوں نے بیان کیا کہ اللہ عزّ وجل ہی ہر شے کا مالک ہے اور اس کے سوا کسی کو کچھ ملکیت نہیں۔

عبدالمصطفیٰ...... یقیناً اللہ عزّ وجل ہی ہر شے کا مالک حقیقی ہے۔

للّٰہ ما فی السّمٰوٰت و ما فی الارض (پارہ ۳، سورۂ بقرہ: ۲۸۴) اللہ عزّ وجل ہی مالک ہے اسکا جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔

اسی کا فرمان ہے وہ جسے چاہے جو چاہے عطا فرمادے۔

محمد وحید...... کیا اللہ عزّ وجل اپنی ملک سے عطا بھی فرماتا ہے؟

عبدالمصطفیٰ...... جی ہاں! فرمانِ خداوندی ہے:۔

و ما کان عطاء ربك محظورًا (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل: ۲۰) اور تیرے ربّ کی عطا پر کوئی روک نہیں۔

جب خدا کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا تو وہ جسے چاہے عطا کرے۔

محمد وحید......تو کیا خدا عزوجل کے علاوہ کسی کو مالک کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کچھ ملکیت حاصل ہے؟

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! اللہ عزوجل کا فرمان ہے:۔

قل اللّٰھم مالك الملك تؤتي الملك من تشآء (پارہ۳،سورۂ آل عمران:۲۶)

اے محبوب تم فرمادو اے اللہ عزوجل ملک کے مالک! جسے چاہے تو ملک عطا فرماتا ہے۔

اب دیکھیں جسے خدا عزوجل ملکیت عطا کرے گا وہ خدا عزوجل کی عطا سے مالک بنے گا یا نہیں؟

محمد وحید......یقیناً وہ مالک بنے گا مگر میں نے تورات سنا تھا کہ ملکیت وقوت صرف اللہ عزوجل کے پاس ہے۔کیا اس قسم کی کوئی آیت ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو کچھ قوّت حاصل نہیں۔

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! قرآنِ پاک میں ہے:۔

انّ القوّة لِلّٰهِ جميعًا (پارہ۲،سورۂ بقرہ:۱۶۵) سب قوتوں کا مالک اللہ عزوجل ہے۔

مگر اس کا وہ مفہوم نہیں جو آپ کو بتایا گیا ہے۔ وگرنہ کل کوئی یہ بھی کہہ دے گا ساری عزت اللہ عزوجل کے پاس ہے اور باقی سب عزت سے خالی اور ذلیل ورسوا ہیں۔

محمد وحید......یہ تو کوئی پاگل ہی کہہ سکتا ہے، یہ کوئی کیوں کہے گا؟

عبدالمصطفیٰ......اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:۔

ان العزة للّٰه جميعًا (پارہ۱۱،سورۂ یونس:۶۵) بے شک ساری عزتوں کا مالک اللہ عزوجل ہے۔

جب خدا عزوجل مالک ہے تو اور کسی کے پاس عزت نہ ہوئی لہٰذا آپکے کلیہ کے مطابق سب عزت سے خالی اور ذلیل ورسوا ہوئے۔

محمد وحید...... یہ بھی سنا تھا کہ حاجت پوری کرنا اور شفا دینا وغیرہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔

عبدالمصطفیٰ ...... یقیناً حقیقی اور ذاتی طور پر شفا دینا اور حاجت پوری کرنا اللہ عزوجل کا کام ہے ہاں جسے قوت اور طاقت دے اس کی الگ بات ہے۔

محمد وحید...... کیا خدا عزوجل نے یہ قوت وطاقت کسی کو عطا فرمائی ہے؟

عبدالمصطفیٰ...... قرآنِ پاک سے تو یہی پتا چلتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی عزوجل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ

و ابری الاکمہ و الابرص و احی الموتی باذن اللّٰہ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران:۴۹)

بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ عزوجل کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ عزوجل کے اِذن سے۔

یہاں سے قوت وطاقت اللہ عزوجل کی عطا سے ثابت ہے۔

محمد وحید...... مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ خلافِ عادت طریقے سے کوئی شفا نہیں دے سکتا اور دوائی وغیرہ کے ذریعے تو ڈاکٹر بھی شفا دیتے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی دوائیوں کا کورس نہیں کرواتے تھے اور مُردوں کا آپریشن نہیں کرتے تھے خلافِ عادت طریقے سے ہی شفا دیتے تھے مگر اللہ عزوجل کی مرضی اور اِذن سے دیتے تھے۔

محمد وحید...... آپ کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر صرف اللہ عزوجل ہی سب کچھ کرتا ہے اور اس کی عطا سے انبیاء واولیاء کر سکتے ہیں کیا اس کی کوئی اور مثال بھی ہے؟

عبدالمصطفیٰ...... جی ہاں! اللہ عزوجل کا فرمان ہے:۔

وَ لکن اللّٰہ یزکی من یشاء (پارہ ۱۸، سورۃ نور:۲۱) لیکن اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے پاک فرماتا ہے۔

اور اللہ عزوجل ہی کا فرمان ہے:۔

ھو الذی بعث فی الامین رسولاً یتلوا علیھم اٰیتہ و یزکیھم (پارہ ۲۸، سورۃ جمعہ:۲،۳)

وہ اللہ عزوجل ہے جس نے اَن پڑھوں میں رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھیجا جو انہیں میں سے ہے کہ

ان پر اللہ عزوجل کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک وصاف فرماتا ہے۔

اب یہاں ایک ہی لفظ تزکیہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی۔ لیکن فرق وہی ہے کہ اللہ عزوجل ذاتی طور پر اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عطا سے پاک کرتے ہیں۔

محمد وحید......کیا انبیاء واولیاء کے اختیارات کے بارے میں اور بھی کوئی آیت ہے؟

عبدالمصطفیٰ......آیت نہیں بلکہ آیات ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے فرشتوں، نبیوں اور ولیوں کو اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا فرما رکھا ہے۔

محمد وحید......کچھ بیان تو فرمائیں۔

عبدالمصطفیٰ......فرمانِ الٰہی:۔

له معقبٰت من بين يديه و من خلفه يحفظونه من امر الله (پارہ ۱۳، سورۂ رعد:۱۱)

آدمی کیلئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے باری والے ہیں جو اللہ عزّ وجل کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

یوں فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔

محمد وحید......باری والوں سے کیا مراد ہے؟

عبدالمصطفیٰ......اس کا مطلب ہے کہ ان کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں فجر کے وقت اور عصر کے وقت۔ مزید سنئے فرمایا:۔

و يرسل عليكم حفظة (پارہ ۷، سورۂ انعام:۶۱) اور اللہ عزّ وجل تم پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے۔

محمد وحید......ان کے کچھ اور کام بھی ہیں یا سب حفاظت ہی پر مقرر ہیں۔

عبدالمصطفیٰ......اور بھی بہت سے کام ہیں مثلاً اولاد عطا کرنا۔

محمد وحید......یہ تو نہیں کہا جا سکتا!

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! یہ تو نہیں کہا جا سکتا، اس لئے کہ اللہ عزّ وجل کا فرمان ہے:۔

و لله العزة و لرسوله و للمؤمنين و لكن المنٰفقين لا يعلمون (پارہ ۲۸، سورۂ منافقون:۸)

اور اللہ عزّ وجل کیلئے اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیلئے اور ایمان والوں کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

محمد وحید......پھر دونوں آیتوں میں موافقت کیسے ہوگی؟

عبدالمصطفیٰ......وہ تو بالکل واضح ہے۔ اس طرح کہ ذاتی طور پر عزت کا مالک صرف اللہ عزّ وجل ہے اور اس کی عطا سے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ایمان والے۔

محمد وحید...... یعنی قوت والی آیت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ذاتی طور پر اللہ عزّ وجل ہی قوت کا مالک ہے اور اس کی عطا سے رسول اور کامل ایمان والے بھی قوت والے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ......یقیناً یہی مفہوم ہے، ورنہ تو خود قرآن کی آیات میں ایسا تعارض ہوگا کہ دُور نہیں ہو سکے گا۔

محمد وحید...... یہ جو آپ نے کہا تھا، اللہ عزّ وجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وکرم سے بخیریت ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟

عبدالمصطفیٰ...... یہ اللہ عزّ وجل کا سکھایا ہوا ہے اور اس کا پسندیدہ طریقہ ہے۔

محمد وحید...... اللہ عزّ وجل نے کہاں سکھادیا؟

عبدالمصطفیٰ...... دسویں پارے میں سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۷۴ پڑھ کر دیکھ لیں۔ فرمایا:۔

وما نقموا اِلّا ان اغنٰھم اللّٰہ و رسولہٗ من فضلہٖ (پارہ۱۰، سورۂ توبہ:۷۴)

اور لوگوں کو نہیں برا لگا مگر یہ کہ انہیں اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

یہاں دیکھ لیں اللہ عزّ وجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کا ذکر ہے۔

محمد وحید...... پھر تو آئندہ میں بھی یوں ہی کہوں گا کہ اللہ عزّ وجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے یہ کروں گا وغیرہ۔

عبدالمصطفیٰ...... بہت مبارک باد ہے۔ ایمان والوں کا طریقہ ہی یہی ہوتا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:۔

و لو انّھم رضوا ما اٰتٰھم اللّٰہ و رسولہٗ قالو حسبنا اللّٰہ سیؤتینا اللّٰہ من فضلہٖ و رسولہٗ

(پارہ۱۰، سورۂ توبہ:۵۹) اور اگر وہ لوگ راضی رہتے اس پر جو انہیں اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور کہتے کہ ہمیں اللہ عزّ وجل کافی ہے اور عنقریب اللہ عزّ وجل ہمیں اپنے فضل سے عطا کریگا اور اسکا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عطا کریگا۔ دیکھ لیں اللہ عزّ وجل نے خود فرمایا کہ لوگ یوں کہا کریں تو اللہ کو بہت پسند ہے۔

محمد وحید...... سُبحانَ اللّٰہ! کیسی عمدہ بات ہے اور محبت بھرا بیان ہے۔

عبدالمصطفیٰ...... مزید سنئے! فرمانِ الٰہی ہے، واللّٰہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانو مؤمنین (پارہ۱۰، سورۂ توبہ:۶۲) اور اللہ عزّ وجل اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ حق دار ہیں اس بات کے کہ لوگ انہیں راضی کریں اگر وہ ایمان والے ہیں۔ دیکھئے کیسی وضاحت اور صراحت ہے کہ ہر کام میں خدا کے ساتھ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت کریں۔

محمد وحید...... رات میں نے یہ بھی سنا تھا کہ اللہ عزّ وجل کے سوا کوئی کچھ نہیں دے سکتا، نہ دولت اور نہ نعمت۔

عبدالمصطفیٰ...... بڑی عجیب بات ہے، کیا دو آیتیں جو ابھی میں نے سنائیں، ان میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل، عطا اور غنی کرنے کا ذکر نہیں؟ یقیناً ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیہ و انعمت علیہ (پارہ۲۲، سورۂ احزاب:۳۷)

اے محبوب! یاد کیجئے جب آپ کہہ رہے تھے جسے اللہ عزّ وجل نے نعمت دی اور آپ نے نعمت دی۔

کیا ان آیات کے ہوتے ہوئے بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ عزّ وجل کے سوا کوئی دولت اور نعمت نہیں دے سکتا؟

محمد وحید......(بات کاٹتے ہوئے) اس پر تو مقرر صاحب نے سب سے زیادہ زور دیا تھا کہ اللہ عزوجل ہی اولاد عطا کرتا ہے۔

عبدالمصطفیٰ......بھائی اس سے کون انکار کرتا ہے فرشتے بھی تو اللہ عزوجل کی عطا ہی سے دیتے ہیں چنانچہ جب جبریل امین علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو فرمایا:۔

أنما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكيا (پارہ۱۶،سورۂ مریم:۱۹)

میں تو تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں۔

تو اولاد عطا کرنا بھی فرشتے کے ذریعے ہوتا ہے بلکہ ایک اور بات بھی ہے۔

محمد وحید......وہ کیا؟

عبدالمصطفیٰ......وفات دینا تو سب مانتے ہیں نا! کہ فرشتوں کا کام ہے۔موت کے فرشتے عزرائیل علیہ السلام کا نام تو سنا ہوگا؟

محمد وحید......ہاں اس بات کو تو سب مانتے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ......کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے:۔

قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم (پارہ۲۱،سورۂ سجدہ:۱۱)

تم فرمادو کہ اے لوگو! تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

دیکھ لیں کتنا زبردست اختیار ہے اور کیسی عظیم قوت ہے اس طرح کی اور بھی متعدد آیات ہیں۔

محمد وحید......فرشتوں کے کچھ اور کام بھی ہیں جو قرآن وحدیث میں ہیں؟

عبدالمصطفیٰ......آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ فرشتے خدا نہیں بلکہ اس کے پیارے بندے ہیں لیکن اللہ عزوجل کی عطا سے قوت واختیار رکھتے ہیں۔اب سنئے! اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

اذ يوحى ربك الى الملئكة انى معكم فثبتوا الذين امنوا (پارہ۹،سورۂ انفال:۱۲)

یاد کیجئے جب آپ کا ربّ فرشتوں کی طرف وحی فرمارہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔

اور قرآنِ پاک ہی میں ہے:۔

يثبت الله الذين امنوا (پارہ۱۳،سورۂ ابراہیم:۲۷) اللہ عزوجل ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔

دیکھیں ثابت قدم رکھنے کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف بھی ہے اور فرشتوں کی طرف بھی، یہاں بھی فرق وہی ہے کہ فرشتے اللہ عزوجل کی عطا سے اور خود خدا عزوجل ذاتی طور پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

محمد وحید......گویا سارے جہان کی تدبیر فرشتوں کے پاس ہے۔

عبدالمصطفیٰ......حقیقۃً تو تدبیر فرمانے والا اللہ عزوجل ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے...... یدبر الامر (پارہ ۱۱، سورۂ یونس: ۳) اللہ عزوجل کاموں کی تدبیر فرماتا ہے۔

لیکن یہ تدبیر بھی اللہ عزوجل نے فرشتوں کو عطا فرمائی ہوئی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے،...... فالمدبرات امرا (پارہ ۳۰، سورۂ نازعات: ۵) ان فرشتوں کی قسم جو جہان کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔

محمد وحید......فرشتے کاموں کی تدبیر کیسے کرتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ...... بارش برسانا، اولاد عطا کرنا، ان کی روزی مہیا کرنا، آفات سے بچانا، مراتب بلند کرنا نیز ذلیل و رسوا کرنا پھر جان نکالنا، قبر میں حساب کتاب کرنا، سزا دینا، جزا دینا سب کچھ تدبیر امر میں شامل ہے اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

محمد وحید......یہ سب فرشتوں کے بارے میں تھا۔ کیا اولیائے کرام کے بارے میں بھی کوئی ایسی آیت ہے؟

عبدالمصطفیٰ......اُنیسویں پارے کی سورۂ نمل پڑھ لیں، خود ہی پتا چل جائیگا۔ ملکہ بلقیس کا ایک بہت لمبا چوڑا تخت تھا اور کئی سو میل دُور تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے پوچھا، اسے کون لائے گا؟ ایک جِنّ نے کہا میں آپ کے یہاں سے اُٹھنے سے پہلے لے آؤں گا۔ جس پر ایک ولی اللہ نے کہا، انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرافک (پ ۱۹، سورۂ نمل: ۴۰) میں آپکے پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت لے آؤنگا۔ فلما راه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی (ایضاً) پس جب اپنے پاس پڑا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے ربّ کے فضل سے ہے۔ یعنی پلک جھپکنے سے پہلے اللہ عزوجل کا ولی اس تخت کو سینکڑوں میل دُور سے لے آیا۔ یہ قوت وطاقت اور تصرف واختیار سب عطائے الٰہی سے ہے۔ نیز احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

محمد وحید......کون سی حدیث میں اس کی تائید ہے؟

عبدالمصطفیٰ......بخاری شریف میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسکے ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا، چلتا، دیکھتا اور سنتا ہے۔ (صحیح بخاری باب التواضع، ج ۲ ص ۹۶۳، مسند احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۲۵۶)

محمد وحید......اس کا مطلب کیا ہے؟

عبدالمصطفیٰ......علامہ فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ اس کا مطلب ہے، جلالِ الٰہی عزوجل کا نور اس کی آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں اور کانوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ جس سے وہ دُور ونزدیک کی باتیں سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے اور ہر جگہ اپنی قوت کو استعمال بھی کر لیتا ہے۔ کراماتِ اولیاء سب اسی میں شامل ہیں۔

محمد وحید......جب خدا کا قرب انہیں مل جاتا ہے پھر تو اللہ عزوجل ان کی دعائیں ضرور قبول فرماتا ہوگا؟

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! بخاری شریف میں لئن سالنی لا عطینه اگر وہ ولی مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔ اسی لئے تو ہم اولیاءِ کرام کی خدمت میں حاضر ہوکر کہتے ہیں کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا کریں کیونکہ ان سے قبولیت کا خصوصی وعدہ ہے۔

محمد وحید......انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں بھی ایسی آیات ہیں جو ان کے اختیارات کو ثابت کرتی ہوں؟

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! بہت سی آیات میں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، اذا استسقیٰ موسیٰ لقومہٖ فقلنا اضرب بعصاك الحجر (پارہ۱، سورۃ البقرہ:۶۰) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا (ایضاً) پس اس سے بارہ چشمے بہ پڑے۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کیسا عظیم تصرف ثابت ہوا۔ پھر اُنیسویں پارے میں ہے کہ آپ نے عصا مار کر دریا میں راستے بنا دیئے بلکہ آپکے اختیار کا کیا کہنا! آپ کی تو موت بھی آپ کے اختیار سے ہوئی تھی۔

محمد وحید......وہ کیسے؟

عبدالمصطفیٰ......بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے پاس روح نکالنے کیلئے آئے۔ آپ نے تھپڑ مار کر فرشتے کی آنکھ نکال دی۔ وہ دوبارہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آیا اور ماجرا عرض کیا، حکم ہوا کہ ایک بیل پر ان کا ہاتھ پھیروالو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے، اتنے سال عمر بڑھا دی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے، مگر اس مرتبہ آپ نے فرشتے کو جان نکالنے کی اجازت دے دی تو اس نے روح نکالی۔ (الصحیح للبخاری باب وفلة موسیٰ علیه السلام، ج۱ ص ۴۸۴، الصحیح للمسلم باب فضائل موسیٰ علیه السلام، ج۲ ص۲۶۷، المسند لاحمد بن حنبل، ج۲ ص۲۶۹، کنزالعمال للمتقی، ج۱۱ ص۵۰۶، المسند لابن ابی عاصم، ج۱ ص۲۶۶)

محمد وحید...... سُبْحَانَ اللّٰه! بڑا پرلطف واقعہ ہے کیا صِرف موسیٰ علیہ السلام کو ہی موت کا اختیار تھا کہ ان کی مرضی سے آئے یا کسی اور نبی علیہ السلام کے بارے میں بھی کوئی آیت و حدیث ہے؟

عبدالمصطفیٰ......نہیں! یہ تو سب نبیوں کو کمال حاصل تھا۔ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں تو بخاری شریف میں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ فرما کر ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے یا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ تو اس بندے نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونا پسند کرلیا ہے۔ اس پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے مگر جب تھوڑے دِنوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو پھر سب کو سمجھ آگیا کہ وہ بندے خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے، جنہیں اللہ نے دُنیا میں رہنے یا وفات قبول کرنے کا اختیار دیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مار کر حقیقی پرندہ بنا دینا، کوڑھیوں اور اندھوں کو شفایاب کرنا نیز مردوں کو زندہ کرنا تو میں نے بیان کیا تھا اور یہ قرآنِ پاک میں دو مرتبہ ذِکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں، جو بیان کی جاسکتی ہے۔

محمد وحید...... ضرور بیان فرمائیں۔ یہ تو ایمان کو مضبوط کر رہی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ...... اللہ عزّ وجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، فسخرنا له الريح تجرى بامره رخآء حيث اصاب ٥ والشيطين كل بنآء وغواص ٥ واخرين مقرنين فى الاصفاد ٥ هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب (پارہ۲۳، سورۂ ص:۳۶-۳۹) اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں تھی ان کے حکم سے تیز اور آہستہ چلتی، جنّات بھی ان کے قبضہ میں تھے۔ جو حکم ہوتا وہ کرتے۔ یہ اللہ عزّ وجل کی عطا تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہر طریقے سے استعمال کی اجازت تھی اور بھی متعدد آیات ہیں جن میں پہاڑوں، پرندوں حیوانوں کے ان کے قبضے میں ہونے کا ذکر ہے۔

محمد وحید...... ان آیات سے تو پتا چلتا ہے کہ قرآنِ پاک میں انبیاء کے اختیاراتِ عطائیہ کا واضح ذکر ہے۔

عبدالمصطفیٰ...... حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ان کیلئے لوہا نرم کر دیا۔ سترھویں پارے میں ہے۔

محمد وحید...... ان آیات سے تو ہدایت حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

عبدالمصطفیٰ...... مگر سب لوگ کرتے نہیں کیونکہ جن کے صدقے ہدایت ملتی ہے، جب انہیں نہ مانا جائیگا تو ہدایت کیسے ملے گی؟ اللہ عزّ وجل کا فرمان ہے: الٓر كتب انزلنه اليك لتخرج الناس من الظلمت الى النور باذن ربهم الى صراط العزيز الحميد (پارہ۱۳، سورۂ ابراہیم:۱) یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں، انکے ربّ کے اذن سے عزت والے، تعریف کئے گئے ربّ کی راہ کی طرف۔ نیز ارشاد ہوتا ہے، انك لتهدى الىٰ صراط مستقيم (پارہ۲۵، سورۂ شوریٰ:۵۲) بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔

محمد وحید...... میں نے سنا تھا اور ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ اللہ عزّ وجل کُنْ فرما کر سارے کام کر دیتا ہے۔ تو پھر کسی اور سے کام کروانے کی کیا ضرورت ہے؟

عبدالمصطفیٰ...... ہمارا قطعی اور یقینی عقیدہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کسی کا محتاج نہیں، وہ بے پرواہ، قادرِ مطلق ہے لیکن اسی قادر و قیوم خدا نے اپنے کلام پاک میں ہمیں بتا دیا کہ خدا کریم نے اپنے بے انتہا کرم و نعمت کے خزانوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اپنا خاص فضل فرمایا اور انہیں بھی یہ طاقت عطا فرما دی کہ وہ اشارہ کر کے پل بھر میں مشکل سے مشکل کام سر انجام دیتے ہیں۔

محمد وحید......کیا اس کی کوئی دلیل ہے؟

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! قرآنِ پاک میں سورۂ یوسف میں ہے کہ جیل کے اندر دو قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم نے خواب دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ کو شراب پلا رہا ہے اور دوسرے کے سر پر ایک تھال ہے جس سے پرندے لے کر کھاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ایک جیل سے نجات پائے گا اور دوسرے کو پھانسی ہو جائے گا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا، ہم نے ویسے ہی کہہ دیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، قضی الامر الذی فیہ تستفتین (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف: ۴۱) جس چیز کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا اس کا فیصلہ کر دیا گیا یعنی تم نے جھوٹ بولا یا سچ بولا، جو میری زبان سے نکل گیا اب ویسا ہو کر رہے گا۔

محمد وحید......یہ تو واقعی کُنْ والی بات ہوئی کہ جو منہ سے نکل گیا ویسے ہی ہو گیا۔

عبدالمصطفیٰ......حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسا ہی واقعہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لینے طور پر گئے تو سامری نامی ایک آدمی نے لوگوں کو بت پرستی پر لگا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آکر قوم کو سزا دی اور سامری سے کہا، فاذھب فان لک فی الحیٰوۃ ان تقول لا مساس (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ: ۹۷) پس تو چلا جا بیشک دُنیوی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے گا (اے لوگو) مجھے نہ چھونا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے الفاظ نکلے ادھر سامری اسی سزا میں مبتلا ہو گیا کہ لوگوں کو کہتا پھرتا تھا مجھے نہ چھونا اور جو چھو لیتا وہ اور سامری سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتے۔

محمد وحید......کیا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی فضیلتوں کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے؟

عبدالمصطفیٰ......سُبْحَانَ اللہ! حضور پرنور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تو فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے، جس کسی کو جو کچھ ملا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سے ہی ملا ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اللہ عزَّ وجل کے نائب اکبر اور محبوب اعظم ہیں۔ اللہ عزَّ وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو سب سے زیادہ فضائل وکمالات عطا فرمائے ہیں۔

محمد وحید......راحتِ قلب اور تسکین کیلئے کچھ تو بیان فرمائیں۔

عبدالمصطفیٰ......آپ اسی بات پر غور کر لیں کہ کسی دنیوی شاہ اور حکمران کا کوئی نائب اور خلیفہ ہو تو وہ حکمران اسے کوئی اختیار دیتا ہے یا نہیں؟

محمد وحید......ضرور دیتا ہے۔ وگرنہ وہ نائب اور خلیفہ ہی کس بات کا ہوا؟

عبدالمصطفیٰ......واقعی بات اس طرح ہے کہ نائب کو اختیار ہوتا ہے، وگرنہ تو پتھر کا نائب ہونا اور حکمران کا نائب ہونا برابر ہے کہ دونوں کو کچھ اختیار نہیں۔ لہٰذا جب عام حکمران اور دنیا کے معمولی بادشاہوں کے نائب اختیارات رکھتے ہیں تو جو احکم الحاکمین، ربّ العالمین کا نائبِ اکبر اور خلیفۂ اعظم ہوگا، اس کے اختیار کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

محمد وحید......یہ بات تو دل میں اُتری معلوم ہوتی ہے۔

عبدالمصطفیٰ......ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:۔

انآ اعطینٰك الكوثر (پارہ۳۰، سورۂ کوثر:۱) بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔

محمد وحید......خیر کثیر کتنی ہے اور کیا ہے؟

عبدالمصطفیٰ......آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ دنیا کتنی وسیع اور بڑی ہے، زمین اور جو کچھ اس میں ہے، سب کا سب دنیا میں شامل ہے، مگر اس کی بے پناہ وسعت کے باوجود اللہ عزّ وجل نے فرمایا، قل متاع الدنيا قليل (پارہ۵، سورۂ نساء:۷۷) تم فرما دو کہ دُنیا کا سامان تھوڑا ہے۔ اور پھر خود ہی وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ انہیں خیر کثیر عطا فرمائی، تو آپ غور کریں کہ وہ خیر کثیر کتنی ہوگی؟

محمد وحید......کیا حضور علیہ السلام نے اس سے کچھ عطا بھی فرمایا ہے؟

عبدالمصطفیٰ......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو سب سخیوں سے بڑھ کر سخی ہیں۔ آپ کا فرمان ہے، انا اجود الناس میں سب لوگوں سے بڑھ کر جود و بخشش کرنے والا ہوں۔ (الصحیح للبخاری باب الوحی، ج۱ص۳، مشکوٰۃ) اور بخاری شریف میں ہے، انما انا قاسم و الله يعطي میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عزّ وجل عطا فرماتا ہے۔ (الصحیح للبخاری کتاب العلم، ج۱ص۱۶) یعنی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزائن الٰہی اور نعمتِ خداوندی کو سارے جہان میں تقسیم فرمانے والے ہیں۔

محمد وحید......پھر تو حضور علیہ السلام اللہ کے اِذن اور عطا سے حاکم و مختار ہیں۔

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! اللہ عزّ وجل نے فرمایا، فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك (پارہ۵، سورۂ نساء:۶۵) اے محبوب! تیرے ربّ کی قسم لوگ مؤمن ہو ہی نہیں سکتے، جب تک آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں۔

محمد وحید.......کیا حضور علیہ السلام کے اختیارات میں وہ کُنْ (ہوجا) کہہ کر کام کردینے کا اختیار بھی شامل ہے؟

عبدالمصطفیٰ....... یہ تو بہت سی احادیث میں ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں ہے کہ ایک کنویں کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا، اس کا نام بَیْسان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کا نام نعمان ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے چنانچہ اسی وقت پانی میٹھا ہوگیا۔ طبرانی و بیہقی میں ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل اُتارتا تھا۔ آپ نے فرمایا، كُنْ كَذالك اسی طرح ہوجا۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک ویسے ہی رہا۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک آدمی کو بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع کیا اور دائیں سے کھانے کو کہا۔ تو اس نے کہا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تو اس کی طاقت نہ رکھے چنانچہ مرتے دم تک وہ اپنا دایاں ہاتھ نہ اُٹھا سکا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک کاتبِ وحی مرتد و کافر ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے زمین قبول نہ کرے گی۔ چنانچہ وہ مرنے کے بعد کوئی مرتبہ دفن کیا گیا، مگر زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ (الصحیح للبخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج ۱ ص ۵۱۱، مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات، ص ۵۳۵)

محمد وحید....... یہ باتیں تو باغ ایمان میں بہار لا رہی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ....... لطف کی بات تو یہ ہے کہ جنت کے اندر جا کر ہمیں بھی یہ طاقت حاصل ہوگی کہ جو چاہیں گے ویسے ہی ہوجائے گا۔

محمد وحید....... وہ کیسے؟

عبدالمصطفیٰ....... قرآنِ پاک میں ہے:۔

ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم (پارہ ۲۴، سورۂ سجدہ: ۳۱) اور تمہارے لئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارا جی چاہے گا۔

محمد وحید....... جب جنت میں ہمارے چاہنے سے سب کچھ ہوجائیگا تو یقیناً دُنیا میں محبوبانِ خدا کے چاہنے سے بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے مگر میں نے سنا تھا کہ غیر خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

عبدالمصطفیٰ....... اس بات کا جتنا وَزن ہے وہ آپ خود ہی محسوس کرسکتے ہیں کہ غیر خدا کے چاہنے سے کچھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے سورج واپس نہیں پلٹا....... کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا بلکہ جس قبلہ کی طرف منہ کرکے ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے ہی بنا ہے۔

محمد وحید......وہ کیسے؟

عبدالمصطفیٰ......پہلے پہل بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دل کی چاہت یہ تھی کہ کعبہ قبلہ بن جائے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:۔

قد نرٰی تقلب وجهك فی السمآء فلنولینك قبلة ترضٰها (پارہ۲،سورۃ البقرہ:۱۴۴)

اے محبوب! ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں
پس آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہوں گے۔

محمد وحید...... سُبْحَانَ اللّٰہ! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہے؟ کہ ان کی مرضی سے کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔

عبدالمصطفیٰ......اللہ عزوجل کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی کتنی پسند ہے۔فرمایا:۔

ولسوف یعطیك ربك فترضٰی (پارہ۳۰،سورۃ والضحیٰ:۵)

اور عنقریب آپ کا ربّ آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے پھر اتنا عطا کیا کہ ہماری عقل وفہم میں سما نہیں سکتا۔

محمد وحید......احادیث میں کچھ تو اس کا ذکر ہوگا،وہی بیان کریں۔آپ کی باتوں سے ایمان تازہ ہو رہا ہے۔

عبدالمصطفیٰ......بعض حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے دِن داروغۂ جنت کہے گا، انّ اللّٰه امرنی ان ادفع مفاتیح الجنّة الی محمّد بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جنت کی چابیاں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں۔ اور داروغۂ جہنم کہے گا، انّ اللّٰه امرنی ان ادفع مفاتیح جهنّم الی محمّد بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی چابیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے کردوں۔ (الدر المنثور للسیوطی، ج۳ ص۲۰۶، تاریخ دمشق لابن عساکر، ج٤ ص۲۳۱، اتحاف السادة للزبیدی، ج۹ ص۱۷٦، الاکتفاء فی فضل الاربعة)

دارمی شریف میں ہے، الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی قیامت کے دن عزت اور تمام کی تمام چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ بخاری ومسلم میں ہے، بینا انا نائم اذجیٔ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی میں نیند کی حالت میں تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں، پھر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔
(الجامع الصحیح للبخاری باب نصرت بالرعب مسیرة شهر، ج۱ ص٤۱۸، الصحیح للمسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰة، ج۱ ص۱۹۹، المسند لا حمد بن حنبل، ج۲ ص٤۵۵، السنن الکبری للبیهقی، ج۸ ص۱۷۵، التفسیر للبغوی، ج۲ ص۱٦۰، التفسیر للقرطبی، ج۱۰ ص٤۹، دلائل النبوة للبیهقی، ج۳۳۵، شرح السنة للبغوی، ج۱۲ ص۲۵۲)

ایک حدیث میں ہے، اعطیت مفاتیح خزائن الارض مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔
(الصحیح للبخاری باب نصرت بالرعب مسیرة شهر، ج۱ ص٤۱۸، الصحیح للمسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰة، ج۱ ص۱۹۹)

محمد وحید...... یہ تو انتہائی واضح مفہوم کی احادیث ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو انسان سیدھی راہ سے بھٹک ہی نہیں سکتا۔

عبدالمصطفیٰ...... یقیناً ایسا ہی ہے۔ اللہ عزوجل کا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتنا کرم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔ لوشئت لسارت معی جبال الذھب اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ (مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ، ص۵۲۱) یہی وہ کمالات وفضائل تھے، جنہیں دیکھ کر مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا:۔ ما اریٰ ربّک اِلّا یسارع فی ھواک میں آپ کے ربّ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں بڑی جلدی کرتا ہے۔

محمد وحید...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اتنا کچھ عطا فرمایا گیا تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے لوگوں کو عطا بھی فرمایا؟

عبدالمصطفیٰ...... جی ہاں! جنت عطا کرنا تو احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، سَلْ مانگ! انہوں نے عرض کی، اسئلك مرافقتك فی الجنّة میں آپ سے جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا، کچھ اور بھی مانگ لو، عرض کیا، بس اتنا ہی کافی ہے۔ (الصحیح للمسلم باب فضل السجود والحث علیه، ج۱ ص۱۹۳، السنن لابی داؤد باب وقت قیام النبی علیه السلام من اللیل، ج۱ ص۱۸۷، السنن للنسائی باب فضل السجود، ج۱ ص۱۸۷، المسند لاحمد بن حنبل، ج۱ ص۱۱۰، الترغیب و الترھیب للمنذری، ج۱ ص۲۴۹، المؤطا للمالك، کنزالعمال للمتقی، ج۷ ص۳۰۶)

محمد وحید...... کیا اور بھی صحابہ کرام نے آپ سے جنت مانگی؟

عبدالمصطفیٰ...... ہر صحابی کی ہی خواہش ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانگنے کا اذن عطا کردیں تو وہ جنت ہی مانگیں گے۔ چنانچہ طبرانی میں حدیث ہے کہ ایک اعرابی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلقاً مانگنے کو کہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، فغبطناه و قلنا الان یسئل الجنة پس ہم نے اس کی قسمت پر رشک کیا اور کہا کہ اب تو یہ جنت مانگے گا۔ مگر اس نے اونٹ اور زادِ راہ مانگا، جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بڑھیا اس سے زیادہ دانا تھی۔ پھر آپ نے اس بڑھیا کا واقعہ بیان کیا کہ دریائے نیل پار کرنے کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ان کے بدن اطہر کو بھی ساتھ لے لو۔ آپ نے ایک بڑھیا سے قبر کا پتا پوچھا، اس نے کہا، جب تک جنت میں اس درجہ میں آپ مجھے جگہ نہ عطا کردیں جس میں آپ ہوں گے، میں آپ کو پتا نہیں بتاؤں گی۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، سَلِی الجنّة صرف جنت مانگ بڑھیا نہ مانی۔ وحی نازل ہوئی۔ اعطھا فانه لن ینقصك شیئا فاعطاھا اے موسیٰ (علیہ السلام)! بڑھیا کو وہی درجہ دے دو۔ تمہارا کچھ نہیں جائے گا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بڑھیا کو جنت کا وہی درجہ عطا کردیا۔ (الصحیح لا بن حبان، الدر المنثور للسیوطی، المستدرك للحاکم، ج۲ ص۴۳۹)

محمد وحید......کیا حضور علیہ السلام نے بھی اس طرح کسی کو جنت عطا کی؟

عبدالمصطفیٰ......حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ تو میں نے عرض کر دیا۔اس کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو مرتبہ جنت کا سودا کیا اور انہیں ضمانت دی۔

محمد وحید......مگر وہاں تو ضمانت کا ذکر ہے۔عطا کرنے کا تو نہیں۔

عبدالمصطفیٰ......اگر میں کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دوں تو کیا آپ مجھے پاکستان کی وزارتِ عظمیٰ کی ضمانت دے سکتے ہیں؟

محمد وحید......نہیں! کیونکہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔

عبدالمصطفیٰ......ایک عدد بائیسکل کی ضمانت دے سکتے ہیں؟

محمد وحید......جی ہاں! کیونکہ یہ میرے اختیار میں ہے۔

عبدالمصطفیٰ......معلوم ہوا آپ اس کی ضمانت دے سکتے ہیں جو آپ کے اختیار میں ہے اور جو اختیار میں نہیں آپ اس کی ضمانت نہیں دے سکتے۔یونہی اگر جنت عطا کرنا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں نہ ہوتا تو آپ کبھی بھی ضمانت نہ دیتے مگر آپ نے ضمانت دی۔لہٰذا معلوم ہوا کہ جنت عطا کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔

محمد وحید......یہ تو بڑے منطقی انداز سے بات سمجھ آتی ہے۔

عبدالمصطفیٰ......یہ تو تکوینی امور تھے۔تشریعی امور میں بھی اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے تھے۔

محمد وحید......تشریعی امور کیا ہوتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ......کسی چیز کو حلال و حرام کرنا، یہ تشریعی اُمور سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد وحید......آپ کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ چیزوں کو حلال بھی کر سکتے ہیں اور حرام بھی۔

عبدالمصطفیٰ......جی ہاں! بلکہ یہ اختیارات تو قرآنِ پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ثابت ہیں۔

محمد وحید......کون سی آیت اور سورت میں؟

عبدالمصطفیٰ......پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۵۰......حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم

اور (میں اس لئے آیا ہوں) تاکہ تمہارے لئے بعض چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں۔

محمد وحید......حضور سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کون سی آیت ہے؟

عبدالمصطفیٰ......متعدد آیات ہیں مثلاً فرمانِ الٰہی ہے:۔

و یحل لهم الطیبٰت و یحرم علیهم الخبٰئث (پارہ۹،سورۂ اعراف:۱۵۷)

اور یہ نبی ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور خبیث چیزیں حرام کرتا ہے۔

محمد وحید......کیا اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو ان چیزوں کا حلال یا حرام ہونا بتاتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ......بتاتے تو علماء کرام بھی ہیں کہ زنا وسود ورشوت حرام ہے اور نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ فرض ہیں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج ہمارے مولوی صاحب نے زنا وسود اور رشوت حرام کر دی ہے اور فلاں عالم صاحب نے نماز وروزہ وغیرہ فرض کر دیا ہے۔

محمد وحید......یہ تو نہیں کہہ سکتے۔

عبدالمصطفیٰ......تو پھر یقیناً آیت میں تحلیل وتحریم کا مطلب یہ ہے کہ عطائے الٰہی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہہ دینے سے بعض چیزیں حلال ہوگئیں اور بعض حرام۔

محمد وحید......کیا اس حلال وحرام کرنے کی کوئی مثال بھی ہے؟

عبدالمصطفیٰ......بیسیوں مثالیں ہیں قرآنِ پاک میں ہی ہے: و ما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی اللّٰه و رسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم (پارہ۲۲،سورۂ احزاب:۳۶) اور کسی مومن مرد اور عورت کو اپنے معاملے کا اختیار باقی نہیں رہتا جب اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیصلہ فرمادے۔

محمد وحید......آیت کا مفہوم کھل کر واضح نہیں ہوا، کچھ تفصیل بیان کریں۔

عبدالمصطفیٰ......اس کے شانِ نزول سے آپ مفہوم سمجھ جائیں گے وہ سن لیں...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کریں انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا اختیار استعمال فرمالیں تو کسی کو اختیار باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ اب دیکھیں! عورت کیلئے جائز ہوتا ہے کہ وہ جس مرد سے چاہے نکاح کرے جو اس کیلئے حلال ہو، خواہ وہ کوئی بھی ہو لیکن جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمادیا تو حضرت زید سے نکاح کرنا ضروری اور غیر سے نکاح کرنا ناجائز ہوگیا۔

محمد وحید……کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کے عطا کردہ اختیار کے بارے میں خود بھی کچھ فرمایا ہے؟

عبدالمصطفیٰ……جی ہاں! مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ جب حج فرض ہوا تو کسی نے پوچھا، کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا، ولو قلت نعم لوجبت نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا۔ (السنن للنسائی باب وجوب الحج، ج٢ ص١، الصحیح للمسلم باب فرض الحج مرة فی العمر، ج١ ص٤٣٢، السنن الکبری للبیهقی، ج٥ ص١٧٨، المستدرك للحاکم، ج١ ص٤٨٠، السنن للدار قطنی، ج٢ ص٢٧٩)

محمد وحید……سُبْحَانَ اللهِ! کیسی عظمت وشان ہے کہ صرف ہاں کہنے سے ہی چیز فرض ہو جاتی۔

عبدالمصطفیٰ……مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی شفقت ہے کہ اُمت کی مشقت کا خیال فرماتے ہوئے حج ہر سال فرض نہ فرمایا۔

محمد وحید……یقیناً یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت ہے۔

عبدالمصطفیٰ……احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے: لو لا ضعف الضعیف و سقم السقیم و حاجة ذی الحاجة لاخرت هٰذهِ الصلوٰة الیٰ شطر اللیل اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری اور حاجت والے کی حاجت کا خوف نہ ہوتا تو میں نمازِ عشاء کے وقت کو نصف رات تک موخر کر دیتا۔ یعنی عشاء آدھی رات کو پڑھنا ہی فرض ہو جاتا۔ (المسند لاحمد بن حنبل، ج٤ ص١١٤، السنن لابن ماجة باب وقت صلوٰة العشاء، ج١ ص٥٠، المصنف لابن ابی شیبة، ج١ ص٢٣١، الصحیح للمسلم باب وقت العشاء و تاخیرها، ج١ ص٢٩، الصحیح للبخاری باب النوم قبل العشاء، ج١ ص٨١، السنن للنسائی باب آخر وقت العشاء، ج١ ص٢٣، السنن لابی داؤد باب وقت العشاء، ج١ ص٦٠، کنز العمال للمتقی، ٨ ص٥٨)

محمد وحید……اس طرح کی حدیث تو مسواک کے بارے میں بھی سنی تھی؟

عبدالمصطفیٰ……وہ بھی ہے۔ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابوداؤد میں اس مفہوم کی حدیثیں ہیں کہ لولا ان اشق علی اُمتی لامرتهم بالسواك عند كل صلوٰة اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ یعنی ہر نماز کیلئے مسواک کرنا فرض کر دیتا۔ (الصحیح للبخاری باب السواك یوم الجمعة، ج١ ص١٢٢، الصحیح لمسلم باب السواك، ج١ ص١٢٨، السنن للنسائی باب الرخصته بالسواك بالعشی، ج١ ص٣، السنن للنسائی لابن ماجة باب السواك، ج١ ص٢٥، المسند لاحمد بن حنبل، ج١ ص٢٢١، السنن للبیهقی، ج١ ص٣٥، الصحیح لابن حبان، ١٤٢، المسند لابی عوانة، ج١ ص١٩١)

بلکہ ایک روایت میں ہے، كما فرضت علیهم الوضوء ان پر مسواک کرنا فرض کر دیتا جیسا کہ میں نے ان پر وضو کرنا فرض کر دیا ہے۔ (المستدرك للحاکم ١٤٦١، مجمع الزوائد للهیثمی، ج١ ص١٢٢)

محمد وحید.......کسی اور چیز کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے اختیار کا ثبوت ملتا ہے؟

عبدالمصطفیٰ.......جی ہاں! ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں سند صحیح مروی ہے، ولو مضی السائل علیٰ مسئلته لجعلها خمسا موزہ پر مسح کی مدت پوچھنے والا اور مہلت مانگ لیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسافر کیلئے پانچ دن کر دیتے۔ (السنن لابی داؤد با التوقیت فی المسح، ج۱ص ۲۱، السنن لابن ماجة باب ماجاء فی التوقیت علی المسح، ج۱ص۴۲) نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، قد عفوت عن الخیل و الرقیق میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کردی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

محمد وحید.......کسی چیز کو حرام کردینے سے متعلق بھی احادیث ہیں؟

عبدالمصطفیٰ.......جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے زِنا کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا، حرام حرمه الله و رسوله ' حرام ہے اسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا۔ (المسند لاحمد بن حنبل، ج٦ص٨، مجمع الزوائد للھیثمی، ج٨ص١٦٨، فتح الباری للعسقلانی، ج٨ص٤٩٤، الدر المنثور للسیوطی، ج٢ص١٥٩)

نیز حدیث کی مشہور کتاب حاکم میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم و المرءة میں تم پر دو کمزوروں کی حق تلفی حرام کرتا ہوں، یتیم کی اور عورت کی۔ (المستدرك للحاکم، ج١ص٦٣، کنزالعمال للمتقی، ج١ص١٩٨، سنن کبری للبیھقی) نیز بخاری و مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں فرمایا، بیشک اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور مردار اور سود اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کردیا۔ (الصحیح للبخاری باب بیع المیتة و الاصنام، ج١ص٢٨٩، الصحیح للمسلم باب تحریم الخمر و المیتة، ج٢ص٢٣، المسند لاحمد بن حنبل، ج٣ص٢١٣، السنن الکبری للبیھقی، ج٦ص١٢)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لا تشرب مسکرا فانی حرمت کل مسکر نشہ آور چیز نہ پیو، اس لئے کہ میں نے ہر نشہ آور چیز حرام کردی ہے۔ (السنن للنسائی باب تفسیر البتع و المزر، ج٢ص٢٧٧، کنزالعمال للمتقی، ج٥ص٤٣٤٣) بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمادیا، ان ما حرم رسول الله مثل ما حرم الله بیشک جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا وہ اس کی مثل ہے جو اللہ نے حرام کیا۔ (الجامع للترمذی باب ماجاء فیمن روی حدثنا، ج٢ص٩١، السنن لابی داؤد باب فی لزوم السنة، ج٢ص٦٣٢، السنن لابن ماجة باب اتباع سنة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج١ص٣)

اب آپ غور کریں! کیا ان آیات و احادیث میں حلال و حرام کرنے کی صریح نسبت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہے؟ یقیناً ہے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک احکام شریعہ ہیں۔

محمد وحید......کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار تھا کہ کسی شخص پر کوئی خاص چیز معاف کر دیں؟

عبدالمصطفیٰ......یقیناً تھا! اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن میں سے میں خلاصۃً سنا دیتا ہوں۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی۔ صحابہ نے بتایا، یہ تو نہیں ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی کر دے تیری طرف سے وہ بھی کافی ہوگا۔ (الصحیح للبخاری، باب ذبح قبل الصلوٰۃ اعادہ، ج ۲ ص ۸۳۴، الصحیح للمسلم کتاب الاضاحی، ج ۲ ص ۱۵۴)

یونہی بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ششماہے بکری کے بچے کی قربانی کی اجازت دے دی گئی حالانکہ قربانی کے بکرے کیلئے ایک سال کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ (الصحیح للبخاری باب قسمۃ الاضاحی بین الناس، ج ۲ ص ۸۳۲، الصحیح للمسلم باب من الضحیۃ، ج ۲ ص ۱۵۵، السنن الکبری للبیہقی، ج ۹ ص ۴۵۲)

یونہی میت پر چیخنا، چلانا اور واویلہ کرنا حرام ہے مگر مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ان کے سوال پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوحہ کرنا جائز کر دیا۔ نیز شوہر کی وفات کے بعد عورت چار مہینے دس دن سوگ مناتی ہے کہ یہ واجب ہے۔ لہٰذا وہ تیل، خوشبو، مہندی وغیرہ کیساتھ بناؤ سنگھار نہیں کر سکتی۔ مگر حضور سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس کو شوہر کی وفات کے تین دن بعد ہی سنگھار کی اجازت دے دی۔ (الصحیح للمسلم باب نہی النساء عن النیاحۃ، ج ۱ ص ۳۰۷، الجامع للترمذی تفسیر سورۃ الممتحنۃ، ج ۲ ص ۱۶۷)

اس طرح ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کتب کثیر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔ (السنن لابی داؤد باب اذا علم الحاکم صدق شہادۃ الواحد، ج ۲ ص ۵۰۸، السنن للنسائی باب التسہیل فی تر الاشہاد علی البیع، ج ۲ ص ۱۹۹، المصنف لابن ابی شیبۃ، ج ۴ ص ۵۳۸)

اس کے علاوہ بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں ہے، ایک آدمی نے روزہ توڑ لیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اس نے کہا میں خود مسکین ہوں۔ فرمایا، جا پھر اپنی بیوی بچوں کو کھلا دے تیرا کفّارہ ادا ہو جائیگا۔ (الصحیح للبخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شئی، ج ۱ ص ۶۵۹، الصحیح للمسلم باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان، ج ۱ ص ۳۵۴، الجامع للترمذی باب ماجاء فی کفارۃ الفطر فی رمضان، السنن لابی داؤد باب کفارۃ من اتی اہلہ فی رمضان، السنن لابن ماجہ باب ماجاء فی کفارۃ من الفطر یوما، ج ۱ ص ۱۲۰، المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۲ ص ۳۶۶، السنن الکبری للبیہقی، ج ۴ ص ۲۲۱)

نیز ایک جوان آدمی کو ایک عورت کا دودھ پینے کی اجازت عطا فرمائی تاکہ اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے۔ حالانکہ اڑھائی سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنابت کی حالت میں مسجد میں آنے کی اجازت، ایک صحابی کو سونے کی انگوٹھی اور دوسرے کو سونے کے کنگن پہننے کی اجازت کا ذکر بھی احادیث میں ہے۔ حالانکہ اوروں کیلئے یہ حرام ہے الغرض بہت سی حدیثیں ہیں۔

محمد وحید......آپ نے تو حدیثوں کا ڈھیر لگا دیا، اتنی حدیثوں کے ہوتے ہوئے سیدھی راہ سے بھٹکنا ناممکن ہے۔

عبدالمصطفیٰ......عقل سلیم رکھنے والوں کیلئے بھٹکنا واقعی بہت مشکل ہے۔ایک اور بڑی پیاری حدیث ذہن میں آئی۔اگر اجازت ہو تو سنا دوں۔

محمد وحید......اجازت کی کیا بات ہے! آپ ضرور سنائیں، بڑی خوشی ہوگی۔

عبدالمصطفیٰ......بخاری شریف میں ہے، اعلموا ان الارض لِلّٰه و رسولہٖ جان لو زمین کا مالک اللہ عزّوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ (الجامع الصحیح للبخاری باب اخراج الیهود من جزیرة العرب، ج۱ص٤٤٩، المسند لاحمد بن حنبل، ج۲ص٤٥١، فتح الباری للعسقلانی، ج۱۲ص۳۱۷)

محمد وحید...... سُبْحَانَ الله ! کتنی جانفزا حدیث ہے کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی کوئی کمی نہ چھوڑی ایک آدھ اور بھی حدیث سنا دیں تو مہربانی ہوگی۔

عبدالمصطفیٰ......احمد اور ترمذی شریف میں ہے، رب متخوض فیما شاء ت نفسه من مال الله و رسولہٖ لیس لـه یوم القِیٰمة اِلّا النار اور بہت لوگ اللہ عزّوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے اپنے نفس کی خواہش میں ڈوبنے والے ہیں۔جن کیلئے قیامت کے دن نہیں ہے مگر آگ۔ الجامع للترمذی، الزهد، ج۲ص٦٠، المسند لاحمد بن حنبل، ج٦ص۳۷۸)

محمد وحید......اللہ عزّوجل آپ کے علم وفضل میں برکت دے کتنی پیاری حدیث سنائی کہ لوگوں کے پاس جو مال ہے وہ اللہ عزّوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔مجھے آپ کی باتیں بہت پسند آئیں۔

عبدالمصطفیٰ......اور مجھے آپ کا ان باتوں کو توجہ سے سننا۔

محمد وحید......اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!

عبدالمصطفیٰ...... اِن شاءَ اللہ عزّوجل۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَام!

اللہ عزّوجل آپ کے علم وعمل اور عمر و عافیت میں برکت پیدا فرمائے۔

☆ قد تمت بالخیر ☆